

عنوان	مضمون سوال و جواب
تجویب	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ .

۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یہ منت مانے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو بکرہ ذبح کروں گا۔ اب پوچھتا ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے تو کیا منت کے پورا ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ بکرہ یا ذبح کرے؟ کیا اسکی قیمت صدقہ نہیں کر سکتا؟ اور اسکی طرح اگر منت میں کوئی بکرہ وغیرہ مبعوث کر دیا جائے تو کیا اسی بکرہ کا صدقہ ضروری ہے؟ یا کوئی اور بکرہ بھی خرید کر صدقہ کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا منت کا گوشت خود استعمال کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ منت ماننے والا خود بھی غریب ہو۔

تفتی - ٹیلیسٹریوٹس درجہ دوم حدیث اینڈ ایجوکیشن کراچی
داخلہ نمبر ۱۵۸۲

تلفون نمبر - 03349534189

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(رجوعاً ورجوعاً)

نذر ذبح
مذکورہ
تفصیلی
فتویٰ

اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا ذبح کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہوتی ہے یا نہیں، اس سلسلہ میں "احسن الفتاویٰ" میں مذکور ہے کہ "انھیہ کے سوا ذبح حیوان مقصود نہیں" (۲۸۳/۵) اور یہ کہ نذر ذبح میں فعل ذبح عبادت نہیں" (۵۲۷/۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف ذبح حیوان کی نذر مانے تو وہ منعقد نہیں ہوتی، تاہم فقہاء کرام کے بیان کردہ اصول اور چند جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح حیوان کی نذر منعقد ہو جاتی ہے اور یہ کہ ذبح بذات خود مقصود بھی ہے، کیونکہ فقہاء کرام نے نذر کے انعقاد کو انہی بات سے شرط کیا ہے کہ وہ عبادت مقصودہ ہو اور اسکی جنس میں سے کوئی واجب پایا جائے، اگرچہ علامہ صفحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عبارت:

"ومن نذر نذر اصطفاؤ معلقا بشرط وکان من جنسه واجب ای فرض کما مبصرح بہ تبعاً للبحر

و النذر وقولہ "والکلام الشارح مالہ من جنسه فرض"

جو ظاہر اسکی خلاف ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا متعلق یہ ہے کہ ذبح کی نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ اسکی جنس میں سے کوئی فرض نہیں پایا جاتا۔ لیکن علامہ شامی اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے، جس

ربنترں متاویں جامعہ دارالعلوم راپن

سورہ
سنتی

سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر ہر اس عبادت مقصودہ کی درست ہے جس کا کوئی فرد واجب ہو، علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله لأن الذبح ليس من جنسه فرض الخ هذا التعليل لصاحب البحر وبتأنيبه ما في الحائبة قال إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شيء إلا أن يقول فله على أن أذبح شاة اه . وهي عبارة من الدرر وعللها في شرحه بقوله لأن اللزوم لا يكون إلا بالنذر والبدال عليه الثاني لا الأول اه . فأفاد أن عدم الصحة لكون الصيغة المذكورة لا تدل على النذر أي لأن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر وبؤيده ما في النزاهة لو قال إن سلم ولدى أصوم ما عشت فهذا وعد لكن في النزاهة أيضا إن عوفت صمت كذا لم يجب ما لم يقل لله على وفي الاستحسان يجب ولو قال إن فعلت كذا فانا أصبح ففعل يجب عليه الحج اه . فعلم أن تعليل الدرر مني على القياس والاستحسان خلافه وبتأنيبه أيضا قول المصنف على شاة أذبحها أو عبارة الفتح فعلى بالغاء في جواب الشرط إذ لا شك أن هذا ليس وعدا ولا مقال إنما لم يلزمه شيء لعدم قوله لله على لأن المصرح به صحة النذر بقوله لله على صح أو على حجة فتعين حمل ما ذكره المصنف على القول بأنه لا بد من أن يكون من جنسه فرض وحمل ما في الحائبة والنذر من صحة قوله لله على أن أذبح شاة على القول بأنه يكفي أن يكون من جنسه واجب مسأله في آخر الأضحية عن الحائبة له نذر عشر أضحيات لزمه ثمان لمحى الأمر بتمامه في شرح ال هناية الأصح . جواب الكلا لا يحابه ماله من جنسه إيجاب ونقل الشارح هناك عن المصنف أن مفاده لزوم النذر بما من جنسه واجب اعتقادي أو اصطلاحى اه . وبه يده أيضا ما تجلستاه عن المتأنيب به يعلم أن الأصح أن المراد باله واجب ما يشمل الفرض والواجب الاصطلاحى إلا خصصه الفرض . (٤٣٩٣)

اسی طرح علامہ خطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے:

"(قوله ما يسن من جنسه فرض) هذا هو الذى وعد بذكروه قال المصنف في شرحه وهذا يثبت أن المراد بالواجب في قولهم يشترط في لزوم النذر أن يكون من جنسه واجب ، فرض وبه صرح شيخنا في بحره مستدلا عليه بقوله في مجموع النوازل : لو قال وهو مريض : إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة أو على شاة أذبحها فبرئ لا يلزمه شيء ولو قال : على شاة أذبحها وأتصدق بلحمها لزمه . اه قال لأن الذبح من جنسه واجب وهو الذبح في الأضحية وقد صرح بأنه لا يصح النذر بالذبح من غير تصريح بالصلة بلحمه وما ذاك إلا لكون الصدقة من جنسها فرض اه بتصرف ، ثم قواه بنص الدرر على الافتراض ، أقول أن ما في مجموع النوازل لا يعين اشتراط الافتراض بل إنما يلزمه لأن ما صدر منه بهذه الصيغة ليس نذرا حتى لو تلفظ بصيغة النذر في الذبح لزمه وان كان من جنسه واجب لا فرض وبدل عليه ما في الهندية عن فتاوى قاضى خان : رجل قال إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شيء ال ان يقول ان برئت فله على أن أذبح شاة الخ ، فأفاد أنه إذا صرح بشتر الذبح لزمه وقد علمت أن من جنس الذبح واجبا وكذا ذكره صاحب الدرر آخر

وفی البدائع: (۲۴۵/۴)

وإن كان مقيدا بمكان بأن قال: لله على أن أصلي ركعتين في موضع كذا أو أتصدق على فقراء بلد كذا يحوز أداؤه في غير ذلك المكان..... إلى..... ولنا أن المقصود والمبغى من النذر هو التقرب إلى الله عز وجل فلا يدخل تحت نذره إلا ما هو قرينة وليس في عين المكان وإنما هو محل أداء القرية فيه فلم يكن بنفسه قرينة فلا يدخل المكان تحت نذره..... الخ

وفی اعلاء السنن (۳۸۱/۱۱)

قوله "فعليه الوفاء" أي من حيث القرية لا بكل وصف التزمه به أو عينه وهو خلافة زفر رحمه الله تعالى..... الخ

فی امداد الفتاوی جلد ۲ سوال نمبر ۶۶۷: کا جواب :

ان روایات سے چند امور معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قربانی سے مراد نذر نے صرف ذبح لیا ہے یا قربانی بقر عید کے زمانہ میں، اگر اول مراد لیا ہے تو جب چاہے نذر ادا کرے اور اگر ثانی ہے تو خاص ایام غرض ادا کرنا ہوگا۔ الخ

فی امداد الاحکام (۴۲/۳)

سوال: نذر غیر معین میں بجائے جانور کے اس کی قیمت فقراء پر صدقہ کرنے سے نذر ادا ہوگی یا نہیں اور بہتر جانور دینا ہے یا اس کی قیمت؟ جواب: اگر نذر ذبح حیوان کی تھی تو ذبح ہی واجب ہے تصدق قیمت کافی نہیں اور اگر ذبح کی نیت تھی تو تصدق قیمت کافی ہے (۳۲/۱۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلیہ اتم واکمل

حسنی بی بی

بندہ دانش یاسین غفر اللہ لہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۷/۱۱/۱۴۳۵ھ

اجواب صحیح
محمد عبدالمنان بن محمد
۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ

الاجاب صحیح
احقر العجز غفر اللہ
۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ

الاجاب صحیح

محمد معین بن محمد
۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ

الاجاب صحیح
بندہ دانش یاسین غفر اللہ لہ
۱۹-۱-۱۴۳۶ھ

الاجاب صحیح
محمد رضا احمد رضا اللہ عنہ

۱۹-۱-۱۴۳۵ھ

ساتھ معین ہے اسی کو ذبح کرنا کافی ہے۔ (۸۰/۷۲/۱۲)

۱۲..... امداد المقتین میں ہے: (سوال ۶۳۳): رجل نذر أن يضحي بقرة معينة في أيام الأضحية واشترى ثنية ليضحي من نفسه (لأنه غنى تحب عليه الأضحية) فضحي من نفسه بالمنذورة ظنا أنها ثنية التي اشتراها لأضحية نفسه واكل لحومها وأطعم الفقير كما يجوز في لحوم الأضحية ووفى النذر بعدها بالثنية التي اشتراها لنفسه ظنا انها المنذورة التي نذر وتصدق لحومها على الفقراء كما يجب في النذور۔ أو ذهب الرجل الى قرية أخرى بعد توكيل اولاده على الأضحية وايفاء النذر ففعلوا بالعكس فما حكم بينوا توجروا.

(الجواب): لما ذبح البقرة المنذورة على نية الأضحية الواجبة من نفسه امتنع الوفاء بالنذر فوجب القيمة، والقيمة كما تنادي بالنقد كذلك تنادي بالعروض والأموال الأخر فلما تصدق بلحم البقرة الأخرى على نية النذر سقط عنه ما كان يلزمه من اداء القيمة بشرط ان لا تكون البقرة الثانية أنقص قيمة من الاولى وسقطت عنه الأضحية الواجبة أيضا لوقوعها في المحل صادرا عن الأهل فان كون البقرة المنذورة لا يخرجهما عن صلاحية الأضحية فحينئذ لا يجب عليه شيء من الضمان، نعم عليه ان يستغفر لهذا الخطاء والنسيان فانهما وان كانا مرفوعين عن الأمة لعدم الاختيار ولكن قلما يخلو النسيان عن ارتكاب شيء من الغفلة فيجب الاستغفار منه. والله تعالى أعلم.

ان جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر ذبح میں بھی جانور متعین ہو سکتا ہے، لہذا اگر کسی نے نذر کے طور پر جانور کو نذر میں متعین کر دیا تو احتیاط اس میں ہے کہ وہی جانور نذر میں ذبح کر دیا جائے۔

۳..... اگر ناذر نے صرف ذبح کی نذر مانی تھی تو چونکہ ہمارے عرف میں عموماً اکبیس صدقہ و خیرات کی بھی نیت ہوتی ہے اسلئے ناذر خود اس جانور کا گوشت نہیں کھا سکتا، نذر کے اس جانور کا گوشت غرباء فقراء میں تقسیم کرنا ہوگا، البتہ اگر اسکی مراد ایام نحر میں قربانی کی نذر تھی تو چونکہ یہ اضحیہ منذورہ یعنی قربانی ہے اسلئے ناذر اکبیس سے خود بھی کھا سکتا لیکن اگر اس نے قربانی کے ساتھ تصدق لحم کی بھی نذر مانی تھی تو سارا گوشت صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اگر اکبیس سے کچھ کھا لیا تو جتنا کھایا ہوا اسکے بقدر قیمت صدقہ کرنا لازم ہے۔ (تبویب: ۷۲/۱۱۲۶)

مکمل حوالہ جات

فی الدر المختار: (۷۲۹/۱۳)

نذر أن يذبح ولده فعليه شاة.

(جاری.....)

”تنبیہ ذکر العلامة ابن نجیم فی رسالته فی النذر بالصدقة أنه ذکر فی الخانیة أنه لو عین التصدی بتراهم فهلکت سقط النذر قال وهذا يدل علی أن قولهم وأغینا الدینار والدرهم لیس علی إطلاقه فیقال إلا فی هذه فإننا لو أغیناه مطلقا لکان الواجب فی ذمته فإن هلك المعین لم يسقط الواجب وكذا قولهم أغیننا تعیین الفقیر لیس علی إطلاقه لما فی البدایع لو قال لله علی أن أطعم هذا المسکین شیئا سماه ولم یعینه فلا بد أن یعطیه للذی سمي لأنه إذا لم یعین المنذور صار تعیین الفقیر مقصودا فلا يجوز أن یعطی غیره اهـ“

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل جزئیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ علی الاطلاق نہیں ہے:

۱..... بدائع الصنائع میں ہے: لو قال لله علی أن أطعم هذا المسکین هذا الطعام بعینه فأعطی ذلك الطعام أجزاءه لأن الصدقة المتعلقة بعالم متعین لا یعین فیہ المسکین لأنه لما عین المال صار هو المقصود فلا یعین تعیین الفقراء، والأفضل أن یعطی الذی عینہ، ولو قال لله علی أن أطعم هذا المسکین شيئا سماه ولم یعینه فلا بد أن یعطیه الذی سماه لأنه إذا لم یعین المنذور و صار تعیین الفقیر مقصودا فلا يجوز أن یعطی الذی غیره. (۳۳۲/۴)

۲..... قادی قاضی خان میں ہے: ”رجل فی یدہ درهم فقال لله علی ان اتصدق بھذہ الدراهم فلم يتصدق حتى هلك، سقط النذر، رین لم تهلك وتصدق بمثله جاز أيضا. (۲۶۹/۱)

۳..... قادی قاضی خان میں ہے: لو قال لله علی أن أطعم عشرة مساکین ولم یسم مقدار الطعام فأطعم خمسة لم یجزي ولو قال لله علی أن أطعم هذا المسکین هذا الطعام فأطعم هذا الطعام مسکینا آخر أجزاءه ولو قال لله علی أن أطعم هذا المسکین شيئا ولم یعین ذلك فلا بد أن يطعم ذلك المسکین. (۶۶۱۵)

۴..... تاترخانیہ میں ہے: لو قال ”لله علی أن أطعم هذا المسکین شيئا“ ولم یعین ذلك، فلا بد أن يطعم لك المسکین. (۳۴۱۵)

..... الحیظ البرہانی میں ہے: فی ”المنتقى“ اذا نذر بهدی شاة بعینها فأهدی مثلها أجزاءه وكذلك اذا نذر شق عبد بعینه فأعتق مثله أجزاءه وهذا قول أبی حنیفة رحمه الله تعالى، وقال أبو یوسف رحمه الله لئ: لا یجزئہ؛ لأن الحق فیہ للمملوك. (۳۵۷/۶)

... وفيه أيضا: اذا قال ”لله علی أن أعتق هذه الرقبة وهي فی ملكه فعليه أن یفی به فیما بینہ وبين الله

(جاری.....)

(۳۶۶/۶)

مضمون سوال و جواب

ان مجموعی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف ذبح کی نذر مانے تو یہ نذر معتقد ہو جاتی ہے تاہم سوال میں مذکور مسائل کے یہ الفاظ کہ "میں بکرا ذبح کرونگا" میں کلام ہے کہ آیا یہ الفاظ نذر کے لئے کافی ہیں یا نہیں؟ لیکن حضرات فقہاء کرام کی عبارات کے مطابق ہمارے عرف میں یہ الفاظ چونکہ التزام پر بھی دلالت کرتے ہیں اسلئے اہمیت رکھتے ہیں کہ اس سے نذر معتقد ہو جائے بلکہ صاحب بزاز یہ کی تصریح کے مطابق احتساباً بھی اس الفاظ سے نذر معتقد ہو جاتی ہے۔

تاہم اس کی چند مختلف صورتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ نذر (منت ماننے والا) کا مقصود صدقہ خیرات کرنا ہو یا صورت میں وہ چاہے تو جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کر دے یا چاہے تو جانور ہی صدقہ کر دے یا چاہے تو جانور کی قیمت صدقہ کر دے، تمام صورتوں میں منت پوری ہو جائیگی۔ (کما فی هذه المسئلة نذر ان يتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغيره حازر ان ساوی العشرة النذر المختار.)

۲۔ ناذر کا مقصود بقر عید والی قربانی کرنا ہو، تو خاص ایام نحر میں قربانی کرنا لازم ہے۔ (کما فی امداد الفتاویٰ جلد ۲ سوال نمبر ۶۶۷)

۳۔ ناذر کا مقصود محض ذبح حیوان ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے۔ (کما فی امداد الاحکام ۳۲۳)

۴۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نذر ذبح میں جانور متعین ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ حضرات فقہاء کرام نے نذر سے حلقہ عمومی قائم فرمایا ہے کہ نذر قربت اصلیکہ کے ساتھ متعلق ہوتی ہے، اس کے زائد اوصاف کا اسم کوئی دخل نہیں ہوتا چنانچہ در مختار میں ہے:

”والنذر من اعتكاف أو حج أو صلاة أو صيام أو غيرها غير المعلق ولو معينا لا يخصص بزمان ومكان ودرهم وفقير فله نذر التصديق بم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف حازر و كذا لو عجل قلبه فله عين شهر للاعتكاف أو صوم فوعجل قلبه عنه صحيح و كذا له نذر أن يحج سنة كذا فحج سنة قبلها صح“ (۲/۳۶۶م)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر میں نہ کوئی خاص زمانہ متعین ہو سکتا ہے نہ مکان، نہ فقیر و مسکین، نہ درہم و درہم۔

لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر صاحب بحر کے ایک رسالہ کے حوالہ سے اس پر تنقید کی ہے، فرماتے ہیں:

مضمون سوال و جواب

وعلمه بان الروم لا يكون الا بالدار والدار عليه الثاني لا الاول فبعدا يدل على ان المراد بالوجوب حرفة المسلم عليه صلواتهم وانما كان من جنسه فخص لزم بالأول والدار قول صاحب الدرر المنثور اذا كان له أصل في العمود من الروم الثاني فيراد به ما يحتم الواجب بان يرد بالعرض في كلامه اللزوم وبه يدفع الثاني الواقع في عبارته " (۲۳۹/۲)

بلکہ خود صاحب درختار رومیہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگے کتاب اللہ میں بیان کیا ہے

"بشر عشر أضعف من لزمه نفاق لعنه الأثر بها عناية والأصح وجوب الكل لإيحاءه ما لله من جنسه إيجاب شرح وهما في قلت وفائدة لزم الثاني بها ضمن جنسه واجب اعتقادي أو اصطلاحی قاله المصنف في حفظ: " (۲۲۰/۶)

اور علامہ طحطاوی رومیہ اللہ تعالیٰ علیہ اسکے اہل میں فرماتے ہیں

"(قوله قاله المصنف) قال وكلام ملاحظو ويغيبهم أن المراد الاعتقادي أو ليس بعد النص إلا الرجوع إليه" (۱۶۸/۲)

ان عبارات سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صرف ذبح کی نذر مانے تو وہ منفقہ ہو جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ نذر ذبح کے منفقہ ہونے کے لئے تصدق لحم کی نذر ماننا ضروری نہیں ہے۔

اسکے علاوہ اسکی صحت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب ذبح ولد کی نذر منفقہ ہو جاتی ہے (علامہ تخریر عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سوال کے جواب میں اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے، اگرچہ اسکی ہوائیگی کے طریقہ میں اختلاف ہے) اور اسکی ادائیگی میں ذبح شاة لازم ہو جاتی ہے، تو اگر کوئی شخص براہ راست ذبح شاة کی نذر مانے تو وہ بدرجہ اولیٰ منفقہ ہونی چاہئے کیونکہ ذبح میں ان قربت مقصودہ اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے چنانچہ علماء السنن میں ہے:

"تذیل فی الجوهر النقی (۲۳۹:۲) فی الخلافات للبیہقی: لو قال ان شفی اللہ مریضی، فقللہ علی ان انحر ولدی لم یفد، نذرہ ثم ذکرہ فولا آخر أنه بلزمہ کفارة بعین "قال والآثار تدل علی ذلك وقال أبو حنیفہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہما: بلزمہ شاة انھی۔ وبذل للقول الأخير أن اللہ تعالیٰ أمرنا بالافتداء باہر اہم علیہ السلام..... الی..... والنذر واجب بالأمر والسلف اتفقوا علی وجوب شیء واختلفوا فی قدرہ فمن لم یوجب شیئا فقد خالف جمیعہم" (۴۴۱/۱) وفيه أيضا: "وأما ثانياً وبه نسين فساد ما أورده علی كلام صاحب الجوهر أن نذر ذبح الولد ليس بمعصية من كل وجه لكون ذبح الحيوان لله فربة" (۴۴۲/۱) وفيه أيضا: "أما الحديث فقول النبي ﷺ: "أنا ابن الذبيحين....." (وأيضا في قوله هذا تصويب لنذر جده عبد المطلب بذبح ولده، ولو كان النذر بذلك معصية لم يقل ﷺ "أنا ابن الذبيحين" نحمدنا بالنعمة فافهم) (۴۴۳/۱) وفيه نقلا عن المصنوع والصحابة رضي الله تعالى عنهم اتفقوا على صحة النذر واختلفوا فيما يخرج به فاستدلنا